قرآن اور روایات کی روشنی میں طلاق کے عوامل، نقصانات اور اس کا راہ حل

مہربانو شیر خان (پاکستان)

اشاریہ:

دین اسلام میں خاندان کی اہمیت و استحکام پر خصوصی زور دیا گیا ہے کیوں کہ یہ معاشرے کی سب سے اہم اور بنیادی اکائی ہے۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم کے ایک تہائی احکام عائلی نظام زندگی سے متعلق ہیں۔ نظامِ زندگی میں خاندان کا وجود مرد اور عورت کے درمیان شادی سے ہوتا ہے۔ اور اگر اسی شادی کو برقرار نہ رکھا جا سکے تو نتیجہ طلاق کی صورت میں سامنے آتا ہے اور واسطہ یا بلا واسطہ اس کا اثر تمام معاشرے پر ہوتا ہے۔ طلاق ایک ایسا فعل ہے جس کو قرآن اور احادیث میں ایک ناپسندیدہ ترین فعل قرار دیا گیا ہے۔ اور لوگوں کو اسکے عوامل اور نقصانات سے آگاہ کیا ہے اور ان سے بچنے کا راہ حل بھی بتایا گیا ہے مگر انسان کی مصلحت کی خاطر بعض موقع پر شریعت نے اجازت بھی دی ہے۔ اس تحریر میں مصنفہ نے اس موضوع اور اس سے مربوط مسائل کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی روک تھام کے اقدامات کو قرآن وسنت سے بیان کیا ہے۔

بنیادی الفاظ: طلاق، عوامل، نقصان، راہ حل۔

مقدمہ:

حمد ہے اس رب العزت کی جس نے انسان کو مرد اور عورت کی صورت میں خلق فرمایا اور اس کی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کے لیے نکاح کو حلال قرار دیا۔ نکاح ایک انسانی ضرورت ہے اسی سے نسلِ انسانی قائم ہے، نکاح محبت اور مہربانی پیدا کر دیتا ہے، نکاح عورت کے مقام و مرتبے کو مزید بلند کرتا ہے، اسکو بیوی بنا دیتا ہے جسکی عزت وآبرو کا محافظ اسکا شوہر ہوتا ہے۔

نکاح و شادی جہاں ایک خوبصورت بندھن ہے وہاں عظیم عبادت، سنتِ انبیاء اور نسلِ انسانی بھی۔ یہ رشتہ جس قدر مضبوط اور لائقِ محبت ہے اسی قدر نازک بھی ہے۔ ہلکی ہلکی ضربیں اسکی مضبوط دوڑ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دیتی ہیں۔ اسی لیے اس عظیم بندھن کو توجہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے کا ایک بہت بڑا ناسور طلاق ہے اگرچہ شریعت نے بوقت ضرورت اسے جائز اور مباح قرار دیا ہے مگر اسکا شریعی طریقہ بھی بتلایا ہے کہ جلد بازی اور جذبات سے کام نہیں لینا بلکہ ہوش و ہواس میں اور سوچ سمجھ کر طلاق دینی ہے۔ طلاق حلال ہونے کے باوجود الطلاق ابغض شیئ عند اللہ۔ یہ اللہ کے نزدیک ایسا مبغوض ترین فعل ہے جسکی وجہ سے عرشِ الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔

مگر آج جذبات سے بھرے ہوئے ناعاقبت اندیش لوگ بڑے آرام سے طلاق دیتے ہیں، انہوں نے طلاق کو ایک فیشن اور کھیل سمجھا ہے۔ آئے دن طلاق کے قصے سنائے جاتے ہیں، معمولی معمولی باتوں پر طلاق ہو جانا عام سی بات ہو گئی ہے۔ طلاق کا آئے دن یہ بڑھتا ہوا تناسب ہمارے معاشرے کے چین و سکون کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔

مفہوم شناسی

طلاق کا لغوی معنی

قید وغیرہ سے آزاد ہونا (ابراھیم مصطفیٰ و دیگران المعجم الوسیط ص: ۶۶۲) کسی کو کوئی چیز دینا (مولانا سعد حسن خان یوسفی و دیگران، المنجد، ص: ۶۱۲) عربی میں طلاق کا معنی ہے تخلیۃ و الارسال (بی الحسین احمد بن فارس بن زکریا۔ معجم المقاییس فی الغۃ، ص: ۶۲۳) عورت کا نکاح کی قید سے چھوٹ جانا،

عورت کا خاوند سے رہائی پانا، آزادگی، کشادگی، روانی، عیش و نشاط (لابی الحسین احمد بن فارس بن زکریا۔ معجم المقاییس فی الغۃ، ص: ۶۲۳) علیحدگی حسن الغات (فارسی۔ اردو، ص ۵۷۴) طلاق لغت میں طلق یطلق سے اسمِ مصدر ہے جو اطلاق و تطلیق کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (فرھنگِ معاصر عربی اور فارسی ص: ۴۰۲) طلاق عہد و پیمان سے آزادی اور رہائی پانے کے معنی میں ہیں۔ (طریحی، مجمع البحرین، نشر مرتضوی، تہران، ۱۳۶۲ش ج: ۵۔ ص؛۲۰۷)

اصطلاحی معنی

خاص شرائط کی رعایت کرتے ہوئے مخصوص صیغہ کے ساتھ میاں بیوی کا ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کرنے کو طلاق کہا جاتا ہے۔ (راغب اصفہانی چ: ۱۳۶۳، ص: ۶۸۴)

طلاق فقہی اصطلاح میں

نکاح کے صیغہ میں کیے جانے والے عہد و پیمان کو ختم کرنے کے معنی میں ہے۔ (نجفی، محمد حسن، جوہر الکلام، ج، ۳۲ ص: ۲)

علم حقوق کی اصطلاح میں بھی نکاح کی قید کو ختم کرنے کی ایک قسم ہے۔ (امامی چ: ۱۳۶۶، ص: ۲)

دوسرے الفاظ میں علم حقوق میں طلاق ایقاع کی ایک قسم ہے جو سبب بنتا ہے کہ نکاح کے عقد کو توڑنے کا۔ (محقق چ: ۱۳۶۰، ص: ۳)

عوامل کا لغوی معنی

عوامل عامل کی جمع ہے، عمل کرنے والے، اثرات (الحاج مولوی فیروز الدین، فیروزالغات، ص۹۰۶) عامل یعنی سبب، وجہ اور محرک (القاموس الجدید، وحید الزماں قاسمی کیرانوی، ص: ۴۹۳)

عرف عام میں عوامل کا معنی

ایسے اسباب یا ایسی وجوہات جو کسی فعل کے پیدا ہونے کا موجب بنے۔

نقصان کا لغوی معنی

کمی، کوتاہی، قباحت، حرج، ضرر، خسارہ اور گھاٹا (فیروز الغات، ص: ۱۳۷۱) عرف عام میں نقصان کا معنی کسی کام کا ایسا اثر جو انسان کی ترقی میں رکاوٹ ہو۔

راہِ حل کا لغوی معنی

راستہ، کھولنا، انکشاف، مشکل کام کو آسام کرنا، سلجھاو (ایضاً، ص: ۵۷۴۔۱۳۱۷) عرف عام میں راہِ حل کا معنی: ایک ایسا راستہ جو کسی بھی مشکل کام کی آسانی کی خاطر تجویز کیا جاتا ہے۔

قرآن اور روایات معصومین علیہم السلام کی روشنی میں طلاق کے مختلف عوامل مختلف عناوین کے تحت بیان ہوئی ہے۔ان میں سے کچھ کا تذکرہ کرتی ہوں۔

طلاق کے عوامل

۱۔ دین سے دوری

جہاں والدین بچوں کو ضرورتِ زندگی فراہم کرنے کی کوشش اور محنت کرتے ہیں وہاں والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے روشناس کرائیں تاکہ وہ اپنی زندگی شریعتِ طیبہ کے مطابق گزاریں۔اور اس عظیم رشتے کے حقوق کی پاسداری اور اسکی نزاکت کی نگہداشت کر سکیں۔ (تحریر نعیم الدین جمالی)

خاص کر والدین اپنی اولاد میں سے بیٹی کی تربیت صحیح نہیں کرتے، بیٹیوں کو شادی کے لیے ذہنی طور سے تیار نہیں کیا جاتا ہے ۔شادی کے موضوع پر لڑکیاں تو دور کی بات لڑکے تک لب نہیں کھول سکتے اگر کوئی بات کی تو اسے فوراً ڈانٹ پڑتی ہے کہ ایسے سوال و جواب کو شرم و حیاء کے تصادم سمجھا جاتا ہے جب کہ والدین میں سے خصوصاً والدہ کا فرض بنتا ہے کہ اپنی بیٹی کو گھریلو امور سیکھانے کے ساتھ ساتھ اسکی ذھن سازی کرے اور اسے بتایئے کہ ایک نیا ماحول اور نئے حالات پیش آئیں گے۔اس کے سامنے ان حالات کی نقشہ گیری کی جائے۔

اور بیٹی کو بھی یہ حق ہو کہ وہ سوال بغیر جھجک کرے۔ مسئلہ یہی ہے کہ والدین خود راستے بند کر دیتے ہیں، بیٹی یا بیٹے کی تربیت نہیں کرتے ۔جب مسائل بڑھ جاتے ہیں گلہ کرتے ہیں۔انکی تعلیم کا خرچہ اٹھاتے ہیں اور بیس پچیس برس تک کھلاتے پلاتے ہیں۔لیکن انکی زندگی کی اہم ترین ضرورت کی جانب توجہ نہیں دیتے اب اچانک سے جب بیٹی کے سر پر پڑتی ہے تو فوراًاس بدلے ہوئے ماحول میں رشتوں کے مزاج کو سمجھنے میں مشکلات در پیش آتی ہیں۔

لاڈ اور پیار میں پلی بیٹی کو اب کس قدر گھٹن محسوس ہوتی ہے اب ایسے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے اس سے بڑا ظلم اور کچھ نہیں۔ والدین اگر کچھ نہ کر سکیں تو کم از کم اچھا مشورہ تو دے سکتے ہیں۔

والدین کی حوصلہ افزائی میں کمی نہیں آنی چاہیے۔ بیٹی کی بات سن کر صلح مشورہ دیتے رہنا چاہیے۔ جب تربیت پر بات آتی ہے تو کہنا پڑتا ہے کہ خود والدین کی تربیت تک نہیں ہو سکتی۔ انہیں علم ہی نہیں ہوتا کہ بیٹی کے معا ملات کو کسطرح سلجھایا جاتا ہے۔ ان کی بیٹی شادی کے بعد کسطرح ایک کامیاب ازدواجی زندگی گزار سکتی ہے۔

ایک لڑکی پر مظالم میں صرف سسرال والے ہی نہیں بلکہ اسکے اپنے والدین اور قریبی عزیز بھی شامل ہوتے ہیں کہ سب بغیر تحقیق کے بیٹی کا ہاتھ کسی اجنبی کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں۔ اس کے بعد جو گزرے اف تک کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے چاہے قیامت ٹوٹ پڑے، کھانے پینے کو نہ ملے یا بطورِ فرد کے اس کے حقوق پورے نہ ہو سکیں۔ یہی کہا جاتا ہے کہ بیٹی تمھاری شکایت نہیں آنی چاہیے۔ یہی چیز طلاق کا سبب بنتی ہے۔ (انتخاب از کالم جمال عبداللہ عثمان)

اب تربیتِ اولاد کے بارے میں قرآن کہتا ہے: واعلموا انّما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔ (سورہ انفال آیت: ۲۸) بتحقیق تمھارا مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہے۔

ایک اور آیت میں خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے: یا ایہاالّذین اٰمنوا انّ من ازواجکم واولادکم عدوّا لکم فاحذروہم. (سورہ: تغابن: ۱۴) اے ایمان لانے والوں! تمھاری ازواج اور اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں۔ ان سے بچ کے رہو۔

مذکورہ دو آیات کی تفسیر سے یہی حاصل ہوتا ہے کہ ذاتی طور پر اولاد کی کثرت کا ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا جب تک اسکی اچھی تربیت نہ کر دی جائے یعنی اگر حالات اور ماحول ایسا ہو جائے کہ تربیت اولاد ایک مشکل امر کے طور پر سامنے آئے اور والدین کے لیے ایک چیلنج شمار کیا جانے لگے تو یقیناً کم اولاد ہونے کی صورت میں تربیتِ اولاد کا عمل آسان شمار کیا جا سکتا ہے۔ (تہذیبِ زندگی، ص: ۲۲۸، مولف: مولانا شہنشاہ حسین نقوی)

۲۔ والدین کا اولاد کی زبردستی شادی کرنا

کثرتِ طلاق کا ایک اور عامل والدین اپنی اولاد کی شادی زبردستی اپنی مرضی سے کر دیتے ہیں۔ چاہے لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو پہچانیں یا نہ پہچانیں۔ ایک دوسرے کو پسند کریں یا نہ کریں۔ والدین ہی ہیں جو اولاد کے مستقبل کو برباد کر دیتے ہیں۔ (انتخاب از کالم جمال عبداللہ عثمان)

اس حوالے سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث ہے، ابن ابی یعفور کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے شادی کے لیے ایک عورت کو پسند کیا ہے اور میرے ماں باپ نے ایک دوسری عورت کو پسند کیا ہے تو میں ان دونوں میں سے کس کا انتخاب کروں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ: تم خود جس لڑکی کو پسند کرتے ہو اسے منتخب کرو۔ اور جس عورت کو ماں باپ نے پسند کیا ہے اسے چھوڑ دو۔

یہ حکم اس صورت کے لیے ہے جس میں ماں باپ نے لڑکی کے اندر کوئی خاص پہلو نہ دیکھا ہو لیکن والدین اگر ایک ایسی لڑکی کا نام تجویز کریں کہ جس کے اندر انہوں نے ہر پہلو کو مدِ نظر رکھا ہو۔ مثلاً اسکا کردار بطورِ بیوی، ماں اور بہو تو یہ معاملہ لڑکے کے لیے غور طلب ہوگا اور اس پر لڑکے کو سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ اپنی تجویز کو مقدم کرے گا والدین کی رائے پر تو والدین کی مخالفت انہیں اذیت پہنچانے کا سبب بنے گی۔ اور یہ ایک بڑا گناہ ہے۔ (آیت اللہ مشکینی، ازدواج در اسلام، ف: ۵، ص: ۹۱)

اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث ہے کہ جس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اذا جاءکم من ترضون دینہ وامانتہ یخطب (الیکم) فزوجوہُ ان لاتفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض و فسادٌ کبیرٌ۔ (آیت اللہ محمدی ری شہری، میزان لحکمت، ج۴، ص۴۹۴) جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کے دین اور امانتداری کو تم پسند کرتے ہو اور وہ تم سے رشتے کی خواستگاری کرے تو اس سے شادی کر دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو اس سے زمین میں بہت بڑا فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔

فانکحوا ما طاب لکم من النسآءِ۔ (سورہ: النساء: ۳) تم اپنی پسند کی عورتوں سے شادی کرو۔

قال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَن زوّجَ کریمۃ من فاسق نزل علیہ کلّ یومٍ الفُ لعنۃ. (استاد حسین انصاریان، مترجم نثار احمد زین پوری خاندان اسلام کی نظر میں، ص۱۵۱) جو شخص اپنی شریف لڑکی کی شادی بے دین مرد سے کرتا ہے اس پر ہر روز ہزار لعنت ہوتی ہے۔

پس والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی شادی کرنے میں انکا اختیار بھی شامل کریں۔ زور زبردستی سے انکی شادی کرنا بھی شریعت کے خلاف اور انکی زندگی کی ناکامی کا سبب بن جاتا ہے۔

۳۔ غیر محسوس نفسیاتی بیماریاں

غیر محسوس نفسیاتی بیماریاں کس وجہ سے گھر توڑ دیتی ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خاندانوں میں شادیاں ہوتی ہیں کوئی بھائی کا بیٹا کوئی بہن کی بیٹی ہے۔ اب ایسی صورت میں لڑکا اور لڑکی دونوں کے بارے میں مکمل

معلومات ہوتی ہیں _ چونکہ ایسے لڑکے اور لڑکیوں کا بچپن سامنے گزرتا ہے انکی عادات کا پتہ ہوتا ہے کوئی نفسیاتی عارضہ ہو یا کوئی اور مسئلہ ہو معلوم ہوتا ہے۔ گھروں اور خاندانوں میں باتیں ہوتی ہیں کوئی نفسیاتی مسئلہ ہو وہ چھپا نہیں رہتا _ البتہ جہاں ایک دوسرے کے بارے میں زیادہ معلومات نہ ہو یعنی خاندان سے باہر کے لوگ ہوں۔ وہاں بعض اوقات ایسے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

اور یہ مسائل مرد اور عورت دونوں میں ہوتے ہیں اب بدقسمتی یہ ہے کہ دونوں طرف سے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ نہیں کرتے کہ اس کا علاج کروائیں یا اس سے دوسرے فریق کے سامنے اس کا اظہار کریں۔ بلکہ اس سے معیوب سمجھا جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شادی کے بعد خود بخود ٹھیک ہو جائے گا یا ہو جائے گی حالانکہ ماہر نفسیات کے مطابق یہ بالکل غلط نظریہ ہے۔ شادی کے بعد ایسی بیماریاں مزید بڑھ جاتی ہیں۔ شک بدگمانی جنسی صلاحیت میں کمی کے باعث خود اعتمادی کی کمی کو شخصیت کی کج روی گھر بسنے نہیں دیتی۔ اسی بیماریوں کی وجہ سے اولاد کے نہ ہونے کا خوف ان کے دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ (انتخاب از کالم جمال عبداللہ عثمان)

اس نکتے کے بارے میں رسول خدا کی ایک حدیث ہے ۔آپ ﷺ فرماتے ہیں:

تخیروا لنطفکم فانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم۔ آیت اللہ محمد ری شہری، میزان الحکمہ۔ ج: ۴ص: ۴۹۳) اپنے نطفوں کے لیے انتخاب کرو۔ (اچھی عورتوں کے) ہم پلہ (اچھے مردوں کو) اور (اچھے مردوں سے) اچھی عورتوں کا نکاح کرو۔

۴۔شادیوں کو مشکل بنانا

معاشرے میں شادیوں کو اتنا مشکل بنادیا گیا ہے کہ ساری زندگی کے مقروض بن جاتے ہیں ۔مثلاً سوچا جاتا ہے کہ تقریب بڑی ہونی چاہیے کسی بڑے شادی ہال میں ہو۔ کئی طعام ہوں بڑی تعداد میں لوگ مدعو ہوں۔ اگر یہ سب کچھ نہیں کریں گے تو ناک کٹ جائے گی۔ اس لیے پھر قرض بھی لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ بھی پھیلاتے ہیں اب ظاہر سی بات ہے ایسے قرض کو اتارنے کے لیے ہاتھ تنگ رکھنا پڑھتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس گنجائش نہیں ہوتی وہ سوچتے رہتے ہیں شوہر بیوی کو الزام دیتا ہے بیوی شوہر پر ملبہ ڈالتی ہے اس طرح ذہنی پریشانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ (انتخاب از کالم جمال عبداللہ عثمان) اس نکتے کے بارے میں خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ (سورہ نور آیت ۳۲) اور اپنے غیر شادی شدہ آزاد افراد اور اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے باصلاحیت افراد کے نکاح کا اہتمام کرو کہ وہ اگر فقیر بھی ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے انہیں مال دار بنادے گا کہ خدا بڑی وسعت والا اور صاحب علم ہے۔

یہ وہ حکم الہی ہے جسے تقریب نکاح میں یاد رکھنا چاہیے، کیونکہ نکاح کی تقریب خالصا ایک عبادت الٰہیہ ہے جس طرح ہم دیگر عبادتوں میں اس کے آداب کا خیال رکھتے ہیں۔ اسی طرح اس عبادت میں بھی ہر اس چیز کا خیال رکھنا پڑے گا۔ جس سے اللہ راضی رہتا ہے۔

اسلام کسی طرح کی بھی نمود و نمائش کو پسند نہیں کرتا کیونکہ نمود و نمائش انسان کی ترقی میں سوائے رکاوٹ کے کوئی اور اثر نہیں رکھتی بالخصوص نکاح میں بڑا جہیز دو طرف سختیاں اور غیر معقول اور غیر شرعی رسومات کی سختی سے ادائیگی خاص طور پر مخلوط محفل کہ جس میں عریانیت، فحاشی عام ہوتی ہے اور یہ چیزیں نکاح کی تقریب سے کسی صورت میل و مناسبت نہیں رکھتیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ نئی زندگی کا آغاز اللہ و رسول اور اہل بیت علیہم السلام کی لعنتوں اور ناراضگی کے ساتھ شروع ہونے کی وجہ سے ازدواجی زندگی میں چین وسکون الفتیں راحتیں رزق وروزی میں برکت اور گھریلو آرام نصیب نہیں ہوتا۔

ہمارے معاشرے میں اگر بعض اوقات نکاح سے پہلے بڑھ چڑھ کر انتہائی فراغ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جہیز کا انکار ان الفاظ میں کر دیا جاتا ہے کہ آپ اپنی بیٹی دے رہے ہیں یہی بہت ہے۔ ہمارے گھر میں سب کچھ ہے آپ کی دی ہوئی چیزیں غیر ضروری ہوں گی جہیز کی کوئی ضرورت نہیں ہم تو آپ لوگوں سے رشتہ کرنے کو سعادت مندی سمجھتے ہیں ۔اور اگر لڑکی کے والدین ان الفاظ کو سچ سمجھ کر شادی کریں تو پھر شادی کے دوسرے روز ہی سے طعنے اور جملہ بازی اور کم ظرفی کا مظاہرہ شروع ہو جاتا ہے بات بات پر احساس دلایا جاتا ہے اور جو چیزیں شوہر نے شادی کے موقع پر بیوی کو دیئے ہیں ان کے اندر عیب نکال کر بدلہ لیتی ہے۔

اس مقام پر محبان آل رسول غور کریں جب حضرت علی علیہ السلام حضرت زہرا علیہا السلام کی خواستگاری کی تو انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شادی کے لیے تمھارے پاس کیا ہے؟ تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ایک زرہ، تلوار اور سواری ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار اور سواری کے علاوہ

زرہ کو بیچنے کا مشورہ دیا جو کہ پانچ سو درہم میں فروخت ہوئی جس سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا جہیز تیار

ہوا۔ پس غور طلب بات یہ ہے کہ ان ھستیوں نے ہمیں شریعی قوانین کے راستے دکھائے ہیں ان کے باوجود بھی ہم ان کی سیرت کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اپنی رسومات و خواہشات کو مقدم کرتے ہیں۔ (سید شہنشاہ حسین نقوی، تہذیب زندگی ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳)

5۔ لومیرج

ایک اور وجہ طلاق کی لو میرج ہے لو میرج ایک نفسیاتی احتیاج سے زیادہ کچھ حثیت نہیں رکھتی کہ ہمارے ہاں اس قسم کی شادیاں اکثر ناکام ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت جنسی آسودگی کے علاوہ ہر چیز ذہن سے محو ہوتی ہے مثلا کوئی لڑکا کسی لڑکی کے ساتھ محبت کرتا ہے تو اس کا مقصد صرف سطحی ہوتا ہے وہ اس وقت نہ لڑکی کے اخلاق کو دیکھتا ہے نہ کردار کے بارے میں اسے فکر ہوتی ہے نہ اس کے خاندان کو دیکھتا ہے اور نہ ہی اپنے اور اس کے اسٹیٹس پر نظر ہوتی ہے اس وقت وہ ایک خاص مقصد کے حصول کی خاطر لگا ہوتا ہے۔

اب ظاہر سی بات ہے زندگی کا مقصد صرف جنسی آسودگی تو نہیں ہوتا زندگی گزارنے کے لیے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے جب لو میرج کے نتیجے میں شادی ہوتی ہے جنسی آسودگی تو کچھ دنوں تک مل جاتی ہے مگر اس کے بعد جب باقی پہلووں پر نظر پڑتی ہے تو تب مکمل اندھیرا ہوتا ہے ایسی صورت میں لڑکا لڑکی اپنے والدین اور رشتہ داروں کی طرف دیکھتے ہیں وہاں سے کوئی خاص حمایت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ وہ پہلے ہی ان کے مخالفت مول چکے ہوتے ہیں۔ اب ہوتا یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کو الزام دیتا ہے اور لڑکی لڑکے کو قصوروار ٹھہراتی ہے ۔ لہٰذا تنازعات شروع ہو جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ بالآخر ناکامی کی صورت میں ہی نکلتا ہے ۔ (انتخاب از کالم جمال عبد اللہ عثمان)

تو قرآن اس بارے میں فرماتا ہے: ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاًلتسکنوا الیہاو جعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لایتٍ لقومٍ یتفکرون۔ (سورہ روم آیت ۲۱) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اسے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان مودت اور رحمت قرار دی ہے اس میں صاحبان فکر کے لیے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہے۔

اس آیت سے چند نکات سامنے آتے ہیں۔

ا. مرد اور عورت ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں بعض لوگوں کا یہ غلط نظریہ ہے کہ عورت ایک پست

تر اور مرد ایک بالاتر وجود ہے۔

۲۔ شادی صرف جنسی لذتوں کے لیے ہی نہیں بلکہ روحانی و ذہنی سکون کا سبب قرار پاتی ہے۔

۳۔ محبت پیار اور رحمت خداوند عالم کی جانب سے دلہا و دلہن کے لیے ہدیہ ہے۔ (شہنشاہ حسین نقوی، تہزیب زندگی، ص۴۹)

اس مناسبت سے ایک حدیث ہے رسول خدا کی جس میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

من تنزوج امراۃ لایتزوجہاالاجمالہالم یر فیہامایحب ومن تنزوجہا لمالہالایتزوہاالاوکلہ اللہ الیہ فعلیکم بذات الدین۔ (آیت اللہ محمدی ری شہری، میزان الحکمت۔ ص۴۸۸) جو شخص کسی عورت سے صرف اس کے حسن و جمال کی خاطر شادی کرے گا تو وہ اس میں اپنی پسند کی چیز نہیں دیکھ پائے گا۔ جو شخص کسی عورت سے اس کے جمال کی خاطر شادی کرے گا تو اللہ تبارک و تعالی اسے اس کے اپنے سپرد کرے گا۔ لہذا (عورتوں کے مال جمال کی خاطر ان سے شادی نہ کرو بلکہ) دیندار عورتوں کو تلاش کرو۔

تو اس بارے میں ایک لڑکا اور لڑکی کی اخلاقی ذمہ داری یہ ہے کہ لو میرج سے پرہیز کریں اپنے بڑوں سے شادی کا مشورہ لے لیں۔ خصوصاً ایک لڑکی کے لیے اہم ہے کہ شریعتاً اپنے والد کی اجازت اور دونوں والدین کے مشورے سے شادی کریں۔ تاکہ اپنی نئی زندگی کے مراحل کو اچھی طرح سے طے کر لیں۔ اس کا بہترین راستہ وہی ہے جو ہمیں ہمارا دین اور شریعت دکھاتی ہے۔ یعنی والدین بھی حدود میں رہیں اور اولاد بھی اپنے جامے سے نہ نکلے تاکہ یہ رشتہ ٹوٹ جانے سے بچ جائیں۔ (انتخاب از کالم جمال عبداللہ عثمان)

6۔ مہر کا زیادہ رکھنا

اسلام زیادہ مہر کو مناسب نہیں سمجھتا بلکہ سفارش کرتا ہے کہ اگر تمہیں داماد کا دین اور اخلاق پسند آئے تو مہر کے بارے میں سختی سے کام نہ لو اور تھوڑی مہر پر قناعت کرو۔ درحقیقت اسلام سمجھتا ہے کہ زیادہ مہر طلب کرنے کا رجحان لوگوں پر زندگی کو سخت کر دیتا ہے اور ملت کے لیے بڑی مشکلات وجود میں لاتا ہے۔ بھاری مہر نئی زندگی کے آغاز میں داماد کی اقتصادی بنیاد کو متزلزل اور کمزور کر دیتا ہے میاں بیوی کے درمیان محبت و اخلاص میں رخنہ انداز ہوتا ہے۔ (سید شہنشاہ حسین نقوی، تہزیب زندگی، ص۱۳۴، ۱۳۵)

اس بارے میں رسول خداﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

تیاسروا فی الصداق فان الرجل لیعطی المراۃ حتی یبقی ذالک فی نفسہ علیہا حسکتہا۔ (آیت اللہ محمدی ری شہری، میزان الحکمت۔ ج۴، ص۴۹۲) مہر کے بارے میں آسانی برتو کیونکہ (گرانقدر مہر) مرد عورت کو دے تو دیتا ہے لیکن یہ بات اس کے دل میں دشمنی اور کینہ کی صورت میں ضرور باقی رہ سکتی ہے ۔

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام ارشادفرماتے ہیں: عورتوں کی برائی اس میں ہے کہ ان کا مہر بہت زیادہ ہو۔ (سید شہنشاہ حسین نقوی، تہذیب زندگی، ص۱۳۵)

7۔عزیز واقارب کی بے جا مداخلتیں

دونوں میاں بیوی کی خصوصی زندگی میں خصوصاً ان کے اختلافات میں عزیز واقارب اور جان پہچان والوں کی بے جا مداخلتیں ۔ (آیت اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی، مترجم مولانا سید صفدر حسین نجفی، تفسیر نمونہ، ج۱۴، ص۳۴، ۳۵) جیسے لڑکے کی ماں اور لڑکی کی ماں بہنوں، بھابھیوں کے تنازعات نند، دیورانی اور جٹھانی کی خوامخواہ کشمکش کوتاہیوں کو بڑھاچڑھا کر پھیلا دینا غیر متعلق افراد سے تذکرہ جلد بازی سے کام لینا چند فسادی مطلبی اور محبت کے نام پر نفرت کرنے والے لوگ غلط مشورے دے کر حالات مزید خراب کر دیتے ہیں لڑکی کی ماں سہلیاں اور بہنیں تو اکثر اوقات محبت کے نام پر نفرت کا بیج بو رہی ہوتی ہیں یہی طلاق کا سبب بن جاتا ہے۔ (ایضاً ۳۸، ص۲۳۲، ۲۳۳) اس حوالے سے سورہ زمر کی آیت ۱۵ میں ارشاد ہوتا ہے ۔ فاعبدوا ما شئتم من دونہ قل ان الخسرین الذین خسروا انفسہم واہلیہم یوم القیمۃ الا ذالک ہو الخسران المبین۔ (سورہ زمر آیت ۱۵) تم اس کے بجائے جس کی چاہو پرستش کرو ۔کہدے قیامت کے دن واقعی خسارے میں وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے خود اپنا اور اپنے وابستگان کا سرمایہ وجود گنوا دیا ہے ۔آگاہ رہو کہ یہی واضح خسارہ ہے ۔اس آیت کی تفسیر میں بتایا گیا ہے نہ تو انھوں نے اپنے وجود سے ہی کچھ فائدہ اٹھایا ہے اور نہ ہی سرمایہ عمر سے کچھ حاصل کیا ہے نہ ان کا خاندان اور اولاد ان کی نجات کا ذریعہ بنتے ہیں اور نہ ہی بارگاہ حق میں ان کی آبرو اور شفاعت کا سبب ہوتے ہیں آگاہ رہو کہ واضح خسارہ یہی ہے اس آیت سے ہمیں یہی نکتہ ملتا ہے کوئی بھی رشتہ دار ہو یا اولاد ازدواج وہ

تمہیں غلط راستے کی طرف لے جارہے ہیں۔ خصوصاً آپس کے رشتہ داروں عزیز و اقارب دوست وغیرہ اگر آپ کو خدا کے دیئے ہوئے احکامات سے دور کرتے ہیں اور تمہاری زندگی کے لیے نقصان دہ ہیں تو ان سے بچ کے رہو ورنہ خسارے میں پڑھوگے ۔اس آیت میں مفسرین نے جو اھل سے مراد لیا ہے انسان کے پیرو کار اور وہ لوگ ہیں جو اس کے پروگراموں میں چلتے ہیں۔

بعض نےاس سے دنیا میں گھر والے اور نزدیکی مراد لیتے ہیں یہی نکتہ اصلی مفہوم کی طرف توجہ کرتے ہوئے سب سے زیادہ مناسب نظر آتا ہے (آیت اللہ مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج۱۱، ص۶۱)

ایک اور جگہ قرآن مجید سحر اور جادو سے استفادے کو بھی گھر کے اندر اختلاف اور جدائی کے عوامل میں شمار کیا ہے سورہ بقرہ آیت ۱۰۲ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور کافر یہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے -- لیکن وہ لوگ ان سے وہ باتیں سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کرادی۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۰۲، ویب سائٹ روضہ منورہ حضرت امام رضا علیہ السلام)

۸. زوجین کا یک دوسرے کی خواہش کے بارے میں بے اعتنائی کرنا

خصوصاً ان چیزوں سے جو عاطفی اور جنسی مسائل سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً ہر مرد یہ توقع رکھتاہے کہ اس کی بیوی پاک وصاف اور پرکشش رہے اسی طرح ہر بیوی بھی اپنے شوہر سے یہی توقع رکھتی ہے ۔لیکن یہ ایسےامور ہیں جن کے اظہار کے لئےوہ عام طور پر تیار نہیں ہوتے ۔ یہ وہ مقام ہے کہ طرف مقابل کا بے اعتنائی برتنا اپنی ظاہری وضع قطع کاخیال نہ رکھنا ضروری تزئین کو ترک کردینا اورپریشان بال اور گندہ رہنا بیوی یا شوہر کو اس قسم کی ازدواجی زندگی سے سیر کردیتا ہے خاص طور پر اگر ان کی زندگی کے ماحول میں ایسے افراد بھی رہتے ہوں جو ان امور کی رعایت کرتے ہوں لیکن وہ اس مسئلہ سے بالکل ہی بے اعتنائی کریں اسی لیے اسلامی روایات میں اس مطلب کو بہت زیادہ اہمیت دی گی ہے ۔جیسا کہ ایک حدیث میں امام جعفر صادق اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: لاینبغی للمرأۃ ان تعطل نفسہا۔ (ایضاً ۴۲، ج۱۴، ص۳۴، ۳۵) عورت کے لیے یہ

بات سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کے لیے زینت وآرائش کے بغیر رہے ۔

ایک اور حدیث میں رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: یعنی پاک صاف رہو اور خود کو یہودیوں کی طرح نہ بناو۔اس کے بعد فرمایا: یہودی عورتیں جو زناکار ہوئیں وہ اس وجہ سے ہوئیں کہ ان کے شوہر گندے تھے اور ان کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی تھی ۔آپ لوگ صاف رہیں تاکہ آپ کی زوجہ آپ کی طرف راغب ہو۔ (شہید مطہری سے ۱۱۰ سوالوں کے جواب، پردہ اور حجاب، ص ۲۲۔)

اس مناسبت ایک اور حدیث حسن بن جہم کہتے ہیں کہ میں نے حضر ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا آپ علیہ السلام خضاب کئے ہوئے تھے میں نے پوچھا؛ میں آپ علیہ السلام کے قربان جاوں آپ علیہ السلام بھی خضاب کرتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں (مرد کا) بن سنور کر رہنا عورتوں کی پاکدامنی میں اضافہ کرتا ہے ۔اگر عورتیں پاکدامنی چھوڑ دیں تو اس کی وجہ ان کے شوہروں کا بن سنور کر نہ رہنا ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: کیا یہ بات تمہیں اچھی لگتی ہے کہ تم اپنی عورت کو اسی حالت میں بغیر بنے سنورے دیکھو جو اس وقت تمھاری حالت ہے اور وہ تمہیں اس حالت میں دیکھ رہی ہو کہ تم بغیر بنے سنورے ہو؟ میں نے کہا نہیں ۔امام نے فرمایا: بس یہی بات ہے۔ (آیت اللہ محمدی ری شہری، میزان الحکمت، ج ۴، ص ۵۰۵، ۵۰۶)

ایک اور جگہ امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: عورت کسی صورت میں اپنی زیب وتن سے غافل نہ رہے خواہ وہ گلے میں گلوبند کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔ (شہنشاہ حسین نقوی، تہذیب زندگی، ص ۱۸۱)

9 ۔مرد اور عورت کے گھرانے کے تمدن اور رہنے سہنے کے طریقوں کا ایک دوسرے سے مناسبت نہ رکھنا

گھریلو زندگی میں ایک دوسرے سے مختلف رجحانات خواہشات اور ان کے حصول میں سلیقوں کے اختلاف کی وجہ سے طریقوں کا اختلاف اور پھر مشترک مطالبات کی وجہ سے ایک دوسرے پر خود کو نظر انداز کرنا ۔ (آیت اللہ مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج ۱۴، ص ۳۴، ۳۵) یہ ایسے اسباب ہیں ان کو لڑکا اور لڑکی کے انتخاب سے پہلے بڑی دقت اور توجہ سے دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ان دونوں کے درمیان مختلف جہات سے ضروری مناسبتوں کی رعایت ہونی چاہیے۔ایسا نہ ہونے کی بنا پر رشتے کے ٹوٹ جانے کی نوبت آتی ہے۔ یعنی طلاق کی نوبت سر پر آجاتی ہے۔مگر اسلام نے طلاق کو فعل قبیح (ناپسندیدہ) قرار دیا ہے۔

رسول خدا نے ارشاد فرمایا: جو عورت بغیر کسی تکلیف پہنچنے کے اپنے شوہر سے طلاق مانگتی ہے اس کے لیے بوئے جنت حرام ہے ۔

ایک اور جگہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے مسلمانوں تم اپنی ازواج کو طلاق نہ دو سوئے کسی تہمت کے کیونکہ

خدا لذت لینے والوں اور لذت لینے والیوں کو پسند نہیں کرتا) ۔

مفسر ثعلبی نے ابن عمر سے روایت کی ہے ۔رسول خدا نے فرمایا ہے: خدا کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناراضگی کا سبب ہے۔ تقاضائے عقل تو یہی ہے کہ انسان اپنے خالق وحاکم کے احکام کی تعمیل کرے اور معاشرہ انسانی کو اپنے افعال بد سے برباد نہ کرے۔جس طرح نافرمان اقوام کی طرح عذاب کے مستحق نہ ہو جائیں خداوند عالم کے دیئے ہوئے احکام شرعی کے مطابق چلیں ۔ (مفسر ڈاکٹر سید مجاور حسین رضوی حسینی، القرآن لکریم، ج ۲، ص ۱۰۴۳، ۱۰۴۵)

10۔حسن پرستی

طلاق کے عوامل میں سے ایک عامل حسن پرستی ہے یہ عامل خاص طور پر عورتوں کو ہمیشہ کے لیے ناراضگی کی حالت میں رکھتا ہے ۔اوراسی طرح کے بہانوں سے طلاق وجدائی کی راہ ہموار کرتا ہے ۔ (ایت اللہ مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج ۱۴، ص ۳۴، ۳۵) چنانچہ ایک حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: عورتوں کے ساتھ ان کے حسن وخوبصورتی کی خاطر شادی نہ کرو ۔کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا حسن انھیں برباد کر دے۔ نیز نہ ہی ان سے ان کے مال کی خاطر شادی کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ مال انھیں سرکش بنا دے۔بلکہ ان سے ان کے دین کی خاطر شادی کرو ۔

نیز ایک اور حدیث رسول خدا ﷺ کی: آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: عورت کے چہرے کے حسن کو اس کے دین کے حسن پر ترجیح نہیں دی جاسکتی ۔ (آیت اللہ محمدی ری شہری، میزان لحکمت، ج ۴، ص ۴۸۹)

11۔غربت اور بے روزگاری

بے روزگاری اور غربت کے باعث انسانی نفسیات پر بے پناہ اثر ہوتا ہے اور انسان پریشانی

بے چینی خوف اور بے یارو مددگاری کے احساس میں گھرا رہتا ہے جس کے باعث گھر میں ناچاقی اور جھگڑے معمول بن جاتے ہیں ۔ ایسی کیفیات میں مرد عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے اور غربت کے باعث نان و نفقہ دینے میں بھی ناکام رہتا یہی وجوہات طلاق اور خلع کا باعث بن جاتی ہیں۔ (مرءاۃ العارفین انٹرنیشنل، ص۱)

اگرچہ شادی کے وقت اچھے برے وقت کے ساتھی کے طور پر چٹنی روٹی سے گزارہ کرنے کی باتیں بھی کی جاتی ہیں مگر جب خوشحالی کے ایام کسی بھی سبب ختم ہو جاتے ہیں تو خاص طور پر زوجہ کا امتحان بڑھ جاتا ہے اور ساتھ دینے کے بجائے ساتھ چھوڑنے کی بات ہوتی ہے ۔ اب ایک لڑکی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی چیزوں کو رشتہ کرتے وقت دیکھنا چاہیے اور بعد میں بدحالی اور غربت کے شکار لڑکے کے لیے مسائل ایجاد کرتی ہے۔ (شہنشاہ حسین نقوی، تہذیب زندگی، ۲۳۳) ایک بیوی کی ذمہ داری ہے کہ شوہر کا ہاتھ بٹانا اور ہر مشکل مرحلے میں اس کا ساتھ دینا نہ یہ کہ وہ اس کے لیے درد سر بن جائے اور ہر قدم پر اس کے مسائل میں اضافہ کر دے ۔ اس بارے میں رسول خداﷺ کی حدیث ہے ۔آپﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو عورت بھی اپنے شوہر کے ساتھ نرم رویہ نہ رکھے اور اس سے ایسے مطالبات کرے جو اس کی قدرت و طاقت سے باہر ہوں تو اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی اور جب وہ خدا کی بارگاہ میں پہنچے گی تو وہ اس سے ناراض رہے گا ۔آداب اسلامی، ج۲، ص۱۳۹)

12 ۔ ماس میڈیا

آج کل ہمارے معاشرے پر سب سے زیادہ اثر غیر مثبت غیر تعمیری، فضول انتشار انگیز، فتنہ خیز، فساد آمیز اور منفی میڈیا کا ہے ۔ میڈیا ذہن سازی کا کام کرتا جس میں فضول، لغو اور غیر اخلاقی اور غیر قانونی مارننگ شو ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے ہماری آنے والی نسلوں پر بہت برا اثر ہوتا ہے ۔

13۔ سوشل میڈیا /موبائل

یہ عامل زہر قاتل کی طرح اس معاشرے کو ہلاک کر رہا ہے موبائل انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے غلط اور مشکوک استعمال کی وجہ سے بھی کئی خاندان اجڑ چکے ہیں ۔پاکستان جرنل

آف اسلامک ریسرچ میں شائع شدہ تحقیق کے مطابق ابھی اس زمانے میں جتنی بھی دنیا میں طلاقیں ہوئی ہیں ان میں سے ایک تہائی طلاقوں کا سبب کسی نہ کسی فیس بک رہا ۔ اس بارے میں قرآن کی آخری سورہ والناس سینے میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے متعلق ہے کہ اے اللہ ایسے خناس سے بچا جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں ۔ایسے خناس انسانوں میں بھی ہیں اور جنات میں بھی ۔ انسان کے پیدا کردہ خناسوں میں سوشل میڈیا اور موبائل فون بھی ہیں جو میاں بیوی کے درمیان دونوں طرف کی بدگمانیوں کو پیدا کرتے ہیں ۔یہ چیزیں سبب بن جاتی ہیں کہ میاں بیوی کا سیسہ پلائی دیوار سے بھی زیادہ مضبوط رشتہ کچے دھاگے سے بھی زیادہ کمزور ہوجاتا ہے جو ایک معمولی سے جھٹکے سے ٹوٹ جاتا ہے۔

14۔میاں بیوی کا بخل اور نافرمانی

قرآن نے خاندان میں اختلاف پیدا کرنے والے کچھ عوامل کا ذکر کیا ہے ۔سورہ مبارک نساء کی آیت ۱۲۸ میں جیسے

۱. شوہر کا بیوی سے دوری اختیار کرنا ۲. میاں بیوی کا بخل ۳. شوہر کی نافرمانی ۔

اگر کوئی عورت شوہر سے حقوق ادا نہ کرنے یا اس کی کنارہ کشی سے طلاق کا خطرہ محسوس کرے تو دونوں کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ آپس میں صلح کریں کہ صلح میں بہتری ہے اور بخل تو ہر نفس کے ساتھ حاضر رہتا ہے اور اگر تم اچھا برتاو کروگے اور زیادتی سے بچوگے تو خدا تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے ۔ قرآن اس آیت میں مرد کی عورت سے روگردانی کی طرف اشارہ کررہا ہے ۔مرد کا نشوز یعنی زوجہ سے اعراض کرنا اور بخل اور کنجوسی کرنا بہت سے اختلاف کا موجب بنتا ہے چنانچہ ارشاد ہے جب بھی مرد اور عورت اس حقیقت کی جانب توجہ کریں گے کہ بہت سارے مسائل کا سرچشمہ بخل ہے تو اگر وہ اپنی اصلاح کے لیے کوشش کریں اور درگزر کا مظاہرہ کریں تو نہ فقط یہ کہ بہت سارے خاندانی اختلاف ختم ہو جائیں گے بلکہ بہت سارے دوسرے اجتماعی مشکلات اور جھگڑے بھی اختتام پذیر ہوں گے۔

نشوز یعنی اعراض نافرمانی صرف مردوں سے مخصوص نہیں بلکہ قرآن کی نگاہ میں عورت کی نافرمانی اور سرکشی بھی خاندان اور گھر میں اختلاف کا سبب بنتی ہے ۔لہٰذا قرآن میں ارشاد

خدا وندی ہے کہ اور جن عورتوں کی نافر مانی کا خطر ہ ہے انہیں خواب گاہ میں الگ کر دو اور مارو ۔ (ویب سائٹ روضہ منورہ حضرت امام رضا علیہ السلام)

15۔ شوہر کا خود کفیل نہ ہونا

میری ملاقات ایک طلاق شدہ خاتون سے ہوئی تھی اس کی طلاق ہونے کی وجہ میں نے پوچھا تو انہوں نے مجھے طلاق کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ میرے ساتھ میری ایک بیٹی بھی ہے ۔ اس کو میں اپنے ساتھ لے کر آ ئی ہوں سسرال سے ۔ میرے شوہر میری اور میری بیٹی کی صحیح خیال نہیں رکھتا تھا اس نے اپنا اختیار کسی اور کے ہا تھ میں دیا تھا ۔یعنی ہماری جوائنٹ فیملی تھی میرے شوہر کے چچا ہمارے اوپر حکومت کرتے تھے یعنی جو بھی کام یا بات حتیٰ ضروریات کے متعلق بھی کیوں نہ ہو میرے شوہر کہتے تھے کہ چچا سے پوچھو یہاں تک سخت بیماری کے عالم میں بھی ان کے چچا کی خو اہش کے مطا بق ہو سپٹل جا تے تھے ۔ جب میری بیٹی بڑ ی ہوگی تو میں نے سوچا کہ میں اس کو کو ئی اچھے یعنی اسلامی تربیتی اسکول میں دا خلہ کرا دوں لیکن میری با توں کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں دیتے تھے یعنی بیٹی کے اسکول میں دا خلے کے لیے بھی ان کے چچا سے پوچھنا پڑ تا تھا دوسری طرف ان کا ما حول اور میرے والدین کے گھر کا ماحول بلکل مختلف تھا میرے لیے اس گھر میں رہنا بہت مشکل تھا وہ بھی ایسا گھر جس میں اسلا می قونین کا بلکل خیال نہیں رکھا جاتا ۔یہاں تک کہ میرا شو ہر شراب پیتا تھا کوئی اس کو روکنے والا نہیں تھا ۔اسی طر ح انہوں نے میری بیٹی اور مجھے بہت ستا یا لیکن پھر بھی میں نے ایک عرصے تک بر داشت کیا آخر انہوں نے ہمارے لیے رو ٹی اور پا نی تک بھی تنگ کر دیا ۔کیوں نکہ میرے شوہر نے ہما ری اچھی کفا لت نہیں کہ یعنی نان و نفقے کا خیال نہیں رکھا آخر تنگ آ کر میں نے خلع لے لیا ۔دیکھا جائے تو ایک شوہر کا خود کفیل نہ ہونا بھی طلاق سبب بن جاتا ہے ۔

اس حولے سے امام زین العابدین علیہ السلام ارشاد فر ما تے ہیں: تمہا ری زوجہ کا تمہا رے اوپر یہ حق ہے کہ تمہیں یہ احسا س رہے کہ خدا وند عالم نے اس کو تمہارے لیے وجہ سکون اور انس کا ذریعہ قرار دیا ہے لہٰذا یہ دھیان رہے کہ وہ تمہارے پاس خدا وندعالم کی ایک نعمت ہے چنانچہ

اس کا احترام کرو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آ و اگر چہ تمہا را حق اس کی گر دن پروا جب تر ہے لیکن تمہارے اوپر بھی اس کا حق ہے کہ اس کے ساتھ مہر ومحبت سے پیش آ و کیونکہ وہ تمہاری اسیر ہے اور اس کے لیے کھانا اور کپڑ ے کا انتظام کرو۔ اوراگر نادانستہ اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے معاف کر دینا ۔ (آداب اسلامی، ج۲، ص)

16۔بد اخلاقی

اگرمیاں بیوی زبان دراز بداخلا ق ہوتو اس وقت ان دونوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنا اخلاق درست کرے ایسا نہیں کرے گے تو معاملہ بڑھتا جائے گا اور طلاق کی نوبت آ ئے گی (خطیب پروفیسر ڈاکٹر علی بن عبدالرحمٰن، ازدواجی حقوق اور طلاق کے اسباب) اس بارے میں رسو ل خدا ارشاد فر ما تے ہیں: جس شخص کی بیوی اس سے تکلیف پہنچا تی ہے اللہ تبارک وتعا لیٰ اس موزی عورت کی نہ تو نماز قبول فرما تا ہے اور نہ ہی کوئی اور نیک عمل جب تک کہ وہ اس کے ساتھ تعاون نہ کر ے اور اس سے راضی نہ کر ے خواہ وہ سا ری زندگی رو زے بھی رکھتی ہے ۔ اسی طر ح جو شخص اپنی بیوی کو ستا تا اور اس پر ظلم کرتا ہے اس کا گناہ بھی اس جیسا ہی ہے ۔ ایک اورحدیث امام جعفر صا دق علیہ السلام کی آ پ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فر ما یا کر تے تھے: خدا وندا! میں ایسی بیوی سے تیر ی پنا ہ ما نگتا ہوں جو مجھے بو ڑ ھا ہونے سے پہلے بو ڑ ھا کردے ۔،،اسی طر ح شوہر کی بد اخلا قی کے حوالے سے بھی رسو ل خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فر ما تے ہیں: یاد ررکھو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص سے بر ی ہیں جو اپنی بیوی کو اس حد تک ستاتا ہے کہ وہ خلع پر مجبور ہو جاتی ہے ۔ (آیت اللہ محمدی ری شہری، میزان الحکمت، ج۴، ص۵۱۰، ۵۱۵)

بس ان حد یثوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بداخلاقی انسان کی زندگی میں کس قدر بُرا اثر ڈالتی ہے یہاں تک کہ ایک مرد اور عورت کے درمیا ن جدا ئی کا سبب بن جا تی ہے ۔

17۔ زوجین کا غلط انتخاب

انسا نی زندگی میں زوجین کاانتخاب جس قدر اہمیت کا حا مل ہےاس قدر شاید ہی کو ئی اور پہلو اہم ہو ۔لیکن اگر انتخاب غلط ہو تو بے شا ر مسا ئل کا سا منا کرنا پڑ تا ہے اور گھر وں میں فسا

د اور لڑ ائی جھگڑ ے جنم لیتے ہیں ۔

نتیجتاً ازدواجی زندگی بہت پیچیدہ مسا ئل سے دو چار ہو جا تی ہے ۔ غلط انتخاب سے مختلف مسائل پیش آ تے ہیں ۔

ا ۔ زوجین کے در میان جزبہ محبت ومودت پیدا نہی ہو پاتا جو اس رشتہ کے استحکام کا ذریعہ ہے ۔

۲ ۔گھر و ں کا سکو ن و آ را م اور را حت تباہ ہو جا تی ہے ۔

۳۔بچے ذہنی انتشار کا شکا ر ہو جا تے ہیں ۔

۴ ۔بعض دفعہ حالات کی پیچیدگیوں کی وجہ سے نو بت علٰحیدگی تک آ جا تی ہے ۔

۵ ۔دو خاندانوں میں دشمنی پیدا ہو جا تی ہے ۔

۶ ۔بچوں کی تعلیم و تربیت پر برے اثرا ت مر تب ہو تے ہیں ۔ (ڈا کٹر طاہر ا لقادری، نکاح اور طلاق، ص۷۳)

طلاق کے نقصانا ت

ا۔ عا طفی و جذ باتی لحا ظ سے مجر وح ہونا

اس میں شک نہیں کہ وہ مرد اور عورت جو کئی سالوں سے یا مہینوں سے ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے طلاق کے بعد ایک دوسرے سے الگ ہوں گے اور آ ئندہ کے ازدواج میں انھیں اس کی تلخ یادہمیشہ پریشان کرے گی یہاں تک کہ دوسر ی بیوی یا شو ہر کو ایک قسم کی بد بینی اور سوء ظن کے ساتھ دیکھیں گے ۔ اس چیز کے نقصا ن و آ ثا ر کسی پر مخفی نہیں ہیں ۔ اسی لیے اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کی عورتیں اور مر د ہمیشہ کے لیے نکا ح کرنے سے اعر اض کر تے رہتے ہیں ۔ (آیت اللہ مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج۱۴، ص۳۲، ۳۳)

اس بارے میں رسول خدا ار شاد فر ما تے ہیں: جو عورت بھی بغیر جبر و اظر ا ب کے کو ئی چیز شوہر کو دے کر اس سے طلاق حا صل کرے گی تو اس پر اللہ، فر شتوں، پیغمبر وں اور تمام انسانوں کی لعنت ہمیشہ پڑ تی رہے گی اور جب موت کا فر شتہ اس کی رو ح قبض

کرنے آئے گا تو وہ اس سے آگ کی بشارت دے گا ۔ (آیت اللہ مشکینی، ازدواج در اسلام، ص۲۵۰،۲۵۱)

2 ۔ اجتماعی نقصان

طلاق کے بعد بہت سی عورتوں کو شائستہ اور دلخواہ طور پر نئی شادی کا موقع ہی نہیں ملتا اس لحاظ سے وہ شدید پریشانی میں گرفتار ہو جاتی ہیں ۔یہاں تک کہ مردوں کو بھی اپنی بیویوں کو طلاق دینے کے بعد اپنے مطلب کی شادی کا موقع کم ہی ملتا ہے خصوصا اگر درمیان میں بچوں کا معاملہ بھی ہو ۔تب وہ اکثر ایسی شادی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جو انہیں امن وسکون نہیں پہنچاتی اور اس بناء آخر زندگی رنج وتکلیف میں مبتلا رہتے ہیں ۔ (ایضا۶۱)

3 ۔ اولاد کی زندگی پر اس کا برا اثر

طلاق خانگی زندگی کی تباہی کے ساتھ سب سے زیادہ اولاد کو متاثر کرتی ہے۔ (مضمون: عطاءالرحمٰن نوری مبلغ سنی دعوت اسلامی مالیگایوں) بہت کم دیکھا گیا ہے کہ سوتیلی مائیں سگی ماووں کی طرح شفیق و مہربان ہوں یعنی وہ اس اولاد میں شفقت ومحبت کے خلا کو پر کر سکے ۔جو ماں کی محبت بھری گود سے جدائی ہوئی ہے ۔ اسی طرح سے اگر عورت اپنے بچوں کو اپنے ساتھ لے جائے تو سوتیلے باپ کے بارے میں بھی یہی بات صادق آتی ہے ۔ اسی وجہ سے بیچاری اولاد بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہوجاتی ہے ۔شاید ان میں سے اکثر بچے آخر تک روحانی سکون سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں ۔ در حقیقت یہ ایک ایسا نقصان ہے جو نہ صرف اس گھرانے کے لیے ہے بلکہ پورے معاشرے کے لیے ہے ۔ (آیت اللہ مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ۱۴، ص۳۲، ۳۳) معمولی معمولی وجوہات کی بناء پر میاں بیوی کا ایک دوسرے سے علٰحیدگی اختیار کرنا اس کے بعد عورت اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے ۔اور مرد نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے بیچ میں اولاد متاثر ہوتی ہے جو کبھی کسی کے ہاتھوں پلتی ہے اور کبھی کسی کے ۔ان کی زندگی تباہ وہ برباد ہو جاتی ہے ۔دوسری چیز بچپن میں والدین کی شفقت سے محرومی بچوں کو جرائم کی طرف را

غب کر نے کا سبب بنتی ہے ۔ اکثر او قات یہ طلاق خو د کشی اور قتل کا سبب بھی بن جا تی ہے ۔اس طلاق کی وجہ سے اس کی آ گ میں دو خا ندا ن برُ ی طر ح جلتے اور جھلستے رہتے ہیں ۔ایک بچی کے طلاق کے سبب بقیہ بہنو ں کو رشتے نہیں آ تے اور ایسے گھرا نوں میں لو گ اپنی بیٹیاں دینے سے پر ہیز کر تے ہیں ۔ (ایضا ٦٤) اس بارے میں امام سجاد علیہ السلام ار شاد فر ما تے ہیں:

اولاد کا حق یہ ہے کہ تو یہ جا ن لے کہ وہ تجھ سے ہیں اور اس دنیا میں ان کی اچھا ئی اور برُ ا ئی تیر ے سا تھ وا بستہ ہیں۔

اس حوالے سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فر مان ہے ۔آ پ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فر ما تے ہیں: خدا کی رحمت سے دور ہے، خدا کی رحمت سے دور ہے وہ شخص جو اپنے گھر ا نے کو تبا ہ کرے ۔ آ نحضر ت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فر ما یا: کہ آ د می خود تو سیر ہو جائے لیکن اپنے اہل خانہ کو بھوکا رکھے ۔ آ پ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فر ما یا: آ دمی کی ہلاکت کے لیے یہی کا فی ہے کہ اپنے اہل و عیال کو ضائع کر ے ۔ (جوادی آملی، مفتاح الحیات، ص۲۱۳، ۲۱۷) اس راہ میں اسلام نے چند خا ص تدا بیر اور اقدامات کیے ہیں ۔ تا کہ گھر یلو زندگی قدر تی طو ر پر با قی رہے اور فطر ی انداز سے آ گے بڑ ھے ۔

طلا ق سے بچنے کا را ہ حل

1۔ میاں بیوی کا اظہار محبت

یعنی عورت اپنی محبو بیت اور مطلو بیت جبکہ مرد اپنی طلب اور عورت کی طر ف جکا و کے منصب پر فا ئز رہیں ۔ اسلام کی یہ خا ص تدا بیر بیوی کے اپنے شوہر کے لیے بنا و سنگار کر نے اس کی خا طر اپنی تمام تر خو بصو رتی کی نمائش کرنے اس کی جنسی خوا ہشا ت کو پو ری کرنے اور اس کے تقا ضو ں کو رد نہ کر کے اس کی ذہنی خلش مر د کے اپنی بیوی سے مہر بانی سے پیش آنے اس سے ا پنے عشق ومحبت کا اظہار کرنے اور اپنی محبت کو دل ہی دل میں نہ رکھنے پر مشتمل ہیں۔ اس بارے میں خدا وند عا لم سو رہ روم کی آ یت ۔ ۲۱ میں ارشاد فر ما تا ہے: و من اٰیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا و جعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لآیات لقوم

یتفکرون،،اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہا رے لیے تمہا ری ہی جنس سے ازواج پیدا کیے تا کہ تم ان سے سکون حا صل کر و ۔اور اس نے تمہا رے ما بین محبت اور مہر با نی پیدا کی، غور وفکر کر نے وا لوں کے لیے یقینا ان میں نشانیاں ہیں ۔

تفسیر آ یت ومن اٰ یتہ: اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ملہ کے دلائل یا نشانیوں میں سے ہے ایک دلیل یا ایک نشا نی کا بیا ن ہے یا یہ کہ اللہ تعا لیٰ کی ربو بیت کے دلا ئل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ ۔ان خلق لکم من انفسکم:

اللہ نے خود تمہا ری نوع یعنی خو د انسان سے تمہا رے لیے ازو ج بنا ئے انسا ن اپنے ہم نوع انسان سے ما نوس ہو تا ہے لتسکنوآالیھا: تا کہ تم ان سے سکون حا صل کر و ۔ اگر زوجہ نوع انسا ن سے نہ ہو تی تو وہ سکون حا صل نہ ہوتا جو انسان اور اپنی ہم نوع ہو نے کی صورت میں حا صل ہوتا ہے۔ آ یت کے اس جملے سے وا ضح ہوا کہ مرد زوجہ کے بغیر بے سکون ہے نا قص ہے اور ایک مضطر ب الحال مخلوق کا مل نہیں ہو تی ۔ وجعل بینکم مودۃً ورحمۃ اللہ نے زوج اور زوجہ کے درمیا ن محبت اور مہر با نی پیدا کی ۔ مجمع البیا ن میں آ یا ہے کہ ۔ مو دۃ کے معنی محبت اور رحمۃ کے معنی مہر با نی و شفقت ہے ۔محبت کی وجہ سے یہ دو نوں ایک دوسرے سے کشش رکھتے اور قر یب آ جا تے ہیں ۔

رحمت کی وجہ سے ایک دوسر ے کی ضر و رتوں کا خیا ل رکھتے ہیں ۔ ان فی ذ ا لک لاٰیٰتٍ لقومٍ یتفکر ون:

صا حبا ن فکر کے لیے اس نظا م زوجیت میں اللہ کی ربو بیت پر دلائل مو جو د ہیں ۔ (مفسر محسن علی نجفی، الکوثرفی تفسیرالقرآن، ج٦، ص٣) اس بارے میں رسو ل خداﷺ ارشاد فر ما تے ہیں: اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ میں تجھ سے محبت کر تا ہوں تو یہ بات ہر گز اس کے دل سے نہیں نکلے گی ۔

2۔ بیوی کی بد اخلاقی پر صبر و تحمل

ازدواجی زندگی کو بہتر بنانے کے لے صبر اور تحمل کی اشد ضرورت ہے۔یعنی مرد کو عورت کی بعض ناپسندیدہ عادتوں کے باوجود اس کے ساتھ نبھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔اس کے پسند نہ آنے والے کاموں

سے چشم پوشی کرے، اس کی لغزشوں سے در گزر کیا کرے۔ یہ طرز عمل میاں بیوی کے تعلقات کو قائم رکھنے انھیں دوام بخشنے اور دونوں کے درمیان الفت بڑھانے میں بہت موثر ثابت ہوتا ہے۔ اس بارے میں رسول خدا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالی کی رضا کے لیے عورت کے بُرے اخلاق کو برداشت کرتا ہے اللہ تعالی اُسے شکر گزاروں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (آیت اللہ مشکینی، ازدواج در اسلام، ص۱۸۷)

ایک اور حدیث میں رسول خدا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

من صبر اعلیٰ سوءِ خُلق المرءۃ اعطاہ اللہ ثواب ایوب فی بلائہ و من صبرت علیٰ سوءِ خُلقِ زوجہا اعطاہا ثوابِ آسیۃ۔ (شہنشاہ حسین نقوی، تہذیب زندگی، ص۵۳) جو شخص اپنی زوجہ کی بداخلاقی پر صبر کرے خدا اُسے حضرت ایوب علیہ السلام جیسا ثواب عطا کرے گا جو انھوں نے بلاؤں میں حاصل کیا ہے اور جو خاتون اپنے شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے خدا اسے حضرت آسیۂ والا ثواب عطا کرے گا۔

3۔ حسن معاشرت

اسلام کی رو سے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہیئے اور حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم ہے۔ وَعاشِرِوھُنّ بالمعرُوفِ: عورتوں کے ساتھ بہترین زندگی میں زندگی گزارو۔

یہ خطاب شوہروں سے ہے کہ عورتوں سے اچھا سلوک کریں۔ انھیں معاشرے کا ایک رکن تصور کریں۔ اور بقول قرآن مرد اور عورت اصل واحد کی دو شاخیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی کسی کا حاکم یا محکم نہیں ہے۔ (محسن علی نجفی، تفسیر کوثر، ج۲، ص۲۷۶)

رسول خدا ﷺ کی ایک حدیث اس بارے میں ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: انّ الرّجُلَ لیئوجر فی رفع اللّقمۃ الی فی امراتہ۔ مرد کو اُس لقمہ کا اجر بھی ملتا ہے جو وہ اپنی عورت کے منہ میں دیتا ہے۔ (آیت اللہ محمدی ری شہری، میزان لحکمت، ج۴، ص۵۰۹)

4۔ میاں بیوی کے جھگڑے اور فساد کے دوران رشتہ داروں کا کردار

لڑکے اور لڑکی کے فساد اور جھگڑے کے دوران دونوں کے رشتہ دار مل کر ناچاقی کا فیصلہ کریں۔ اس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ: وإن خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکماً من اہلہ وحکما من اہلہا ان یریدا اصلاحاً یوفق اللہ بینہما ان اللہ کان علیما خبیراً (سورہ نساء) اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک منصف / داور / مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک منصف / دا

ور / عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کر و ۔اور اگر وہ دونوں اصلاح کی کوشش کریں تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کرے گا،یقیناً اللہ بڑ ھا علم رکھنے وا لا یا با خبر ہے ۔

دونوں طر ف سے دا ور رکھنے کا مطلب یہ کہ اندر کے جو مسئلے ہیں وہ اپنے اندر کے لوگوں کے علا وہ دوسروں تک پہنچا نا منا سب نہیں ہے کیو ں کہ خا ندا نی راز کو اپنے ہی خاندان کی راز تک محدود رہنے دیا جا ئے ۔کیوں کہ زن وشوہر کے تعلقا ت اور اس میں نا چاقی بعض ایسی باتوں پر مشتمل ہو سکتی ہے جس کا افشاں اور ظا ہر ہو نا خاندا نی وقا ر کے منافی ہو نیز خاندا نی حا لات کا قر یب علم ہو نے کی وجہ سے فیصلہ صائب اور سر لیع ہو سکتا ہے ۔ (محسن علی نجفی، تفسیر کوثر، ج۲، ص۳۱۱)

5۔ زوجین کا ایک دوسر ے کے حقوق کی پاسدا ری کرنا

یعنی شوہر بیوی کی ضرور توں کو درک کر ے۔شوہر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بیوی کی ضرورتوں کو اور حا جتوں کو محسوس کریں ۔ اس کے احسا سا ت اور جذبات کو سمجھے،اسکے حا ل سے ایک لمحے کے لیے بھی غا فل نہ ہو اور گھر میں خود کو تمام اختیار ات کا ما لک اور حا کم تصور نہ کرے ۔ میاں بیوی زندگی کی گا ڑ ی کے دو پہیے ہیں ایک دوسرے کے معا ون و مدد گار اور دوست ہیں اور زند گی کے میدان میں اپنا کردار بھر پو ر انداز سے ادا کر نے کے لیے ان میں سے ہر ایک کی اپنی خاص فکری اور با طنی وسعت اور دائرہ کا رہے ۔
(مقالات شہید مطہری)

جب میاں اور بیوی کو گاڑی کے دوپہیے تصور کیا جاتا ہے تو دونوں کو مل کر گھر بنا نے اور بچا نے کی کو شش کرنی چاہے مرد اور عورت دونوں کو چاہیے کی صبر تحمل سے کام لیں سب سے پہلے میاں بیوی کو اپنے مسا ئل کی نشاندہی خود کر نی چا ہے اور اس کا حل جہاں تک ممکن ہو خود سوچنا چاہیے کسی دوسر ے کو اپنے معاملات میں دخل اندازی کرنے کا مو قع ہی نہ دیں ۔ سمجھو تہ اور قوت بردا شت پیدا کرنی چاہیے۔ شادی کو مجبو ری نہیں بلکہ روح کا رشتہ ہو نا چا ہے ۔ اسلئے تو شر یعت نے میاں بیوی کو ایک دوسر ے کے اوپر حقوق معین کئے ہیں تا کہ ان کی زند گی آ سان طریقے سے آ گے بڑ ھے با ہمی رواداری اور

میاں بیوی کے درمیان سمجھوتہ طلاق کی شرح کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ۔ (مضمون نگار عطاالرحمٰن نوری)

میاں بیوی کا اپنے اپنے حقوق کو صحیح طریقے سے انجام دینے کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی کا مسئلہ ٹل جاتا ہے ۔ ہر ایک کے گردن پر ایک دوسرے کے بہت سے حقوق ہیں مثلا شوہر کا حقوق بیوی کے گردن پہ جیسے :

۱۔اپنی ہمت اور بساط کے مطابق شوہر کی اطاعت اور خدمت کرنا

۲ ۔شوہر کی ہر جایز خواہش کا احترام کرنا

۳۔شوہر کی غیر حاضری میں اس کے مال و متاع کی حفاظت کرنا

۵ ۔شوہر کے اختیار سے باہر فرمائش نہ کرنا

۶۔شوہر کی غیر حاضری میں اس کی عزت کی حفاظت کرنا

اسی طرح شوہر کے گردن پہ بیوی کا حقوق جیسے

۱۔عورت کا نان ونفقہ

۲۔عورت کا حق مہر

۳ ۔ بیوی کے ساتھ ہمیشہ مہر و محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آنا

۴ ۔بیوی کو دینی مسائل سے آشنا کرانا

دوسرے الفاظ میں بیوی اور اولاد کا حق صرف انکی ضروریاتِ زندگی، مکان اور کھانے پینے کی چیزوں کے فراہم کرنے سے پورا نہیں ہوتا۔ ان سے زیادہ اہم انکی روح اور جان کی غذا کا مہیا کرنا اور صحیح اصولِ تعلیم و تربیت کو عمل میں لانا ہے۔ (آیت اللہ مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج۱۴، ص۸۰،۸۱)

6۔ جنسی لذت اندوزی کو اعتدال میں رکھنا

جنسی لذت اندوزی، صرف گھریلو ماحول تک ہی محدود رکھی جائے اور سماجی ماحول کو جنسی لذت اندوزی کا مرکز بنانے کے بجائے صرف کام کاج اور دوسری سرگرمیوں کے لیے رکھا جائے۔اسلام یہ چاہتا ہے کہ گھر کے باہر مرد اور عورت کے درمیان تعلقات ہر قسم کے جنسیات سے صاف اور پاک ہوں۔

ان تمام اقدامات کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح خاندانوں کو بکھرنے سے محفوظ رکھا جا سکے۔ (شہید مطہری

سے ۱۱۰ سوالوں کے جوابات، شادی اور طلاق، ص۵۵،۵۶)

نتیجہ گیری

اس تحقیق کے لکھنے کے بعد میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کسی بھی معاشرے کی ترقی کا ضامن ایک خاندانی نظام ہوتا ہے کیونکہ خاندانوں سے جڑ کر معاشرہ تشکیل پاتا ہے ۔ اور ایک کامیاب خاندان کی بنیاد ایک بہترین ازدواج پر مشتمل ہے۔یعنی اگر دیکھا جائے تو جو عوامل ایک خاندان کو تباہ وبرباد کرنے میں موثر کردار ادا کرتے ہیں وہی عوامل غیر مباشر طریقے سے ہمارے معاشرے کو بھی تباہ وبرباد کر دیتے ہیں ۔پس اس لحاظ اپنے معاشرے کی ترقی اور ترویج کے لیے ضروری ہے کہ ہم خاندانی نظام کو بہتر بنائیں اور وہ اس صورت میں ممکن ہے کہ جب ازدواجی زندگی بہترین ہو پس لوگوں کی توجہ ان عوامل اور نقصانات کی طرف مبذول کروائی جائے ۔جو ازدواجی زندگی کو کھوکھلا کرنے میں کارساز ہیں اور آگاہ کیا جائے ان نقصانات سے بچنے کے راہ حل کی طرف جو ازدواج زندگی کو مستحکم کرنے کا باعث بنتے ہیں ۔

فہرست و منابع

۱۔ مصطفیٰ، ابراھیم، و دیگران، المعجم الوسیط: مکتب رحمانیہ، بی، تا
۲ ۔ یوسفی، سعد حسن خان، و دیگران، مترجمین المنجد: دار لاشاعت ۔ ب، تا
۳ ۔ احمد بن فارس بن زکریا، لابی لحسن، معجم المقاییس فی الغۃ: دار الفکر للطباعۃ وا نشر والتوزیع ۔ بیروت ۔
لبنان
۴ ۔عبد الطیف، حسن الغات فارسی واردو: علی حسن اورینٹل بک سوسائٹی لاہور ۔ بی تا
۵۔ فرھنگ معاصر عربی اور فارسی، بی نا بی تا
۶۔ نجفی، محمد حسن، جواہر کلام، دار الکتب الاسلامیہ تہران، ۱۳۷۳ش
۷ ۔ طریحی، مجمع البحرین، نشر مرتضوی، تہران، ۱۳۶۲ش
۸ ۔ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، مفردات الفاظ القرآن، المکتبہ المرتضویہ لاحیاء الاثار الجعفریہ
۹ ۔ الحاج مولوی، فیروز دین، فیروز الغات، ایجوکیشنل پلبشنگ ہاؤس دہلی،
۱۰ ۔ قاسمی کیرانوی، وحید الزماں، القاموس الجدید عربی اردو، ادارہ اسلامیات، ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء
۱۱ ۔ جمالی، نعیم الدین، تحریر، از ویب سائٹ
۱۲ ۔ جمال، عبداللہ عثمان، انتخاب از کالم، از ویب سائٹ
۱۳ ۔ نقوی، شہنشاہ حسین، تہذیب زندگی: مجمع اہل بیت پاکستان،
۱۴۔ مشکینی، محمد علی، ازدواج در اسلام: دار الثقافۃ اسلامیہ پاکستان، بی تا
۱۵ ۔ ری شہری، محمدی، میزان لحکمت: مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور
۱۶۔ انصاریان، استاد حسین، مترجم، زین پور، نثار احمد، خاندان اسلام کی نظر میں، : انصاریان پبلیکیشنز ۔ قم
۱۷ ۔ شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ: مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ۱۴۱۷ھ
۱۸ ۔ سورہ بقرہ آیت ۱۰۲، ویب سائٹ روضہ منورہ امام رضا،
۱۹ ۔ مطہری، مرتضیٰ، پردہ اور حجاب، شہید مطہری فاؤنڈیشن لاہور، بی تا

۲۰۔ رضوی حسینی، مجا ور حسین، القر آن الکریم، : اکیڈ می آ ف قرانک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسر چ، انٹر نیشنل، بی جا
۲۱ ۔ مرا ۃ العا ر فین انٹر نیشنل ویب سا ئٹ
۲۲ ۔ گروہ مصنفین، آ داب اسلامی: نشر معا رف اسلا می پبلشرز، بی تا، بی جا
۲۳ ۔ علی بن عبدر رحمٰن، از دواجی حقوق اور طلاق کے اسباب، بی تا، بی جا
۲۴ ۔ القادری، طاھر، نکاح اور طلاق، بی تا، بی جا
۲۵ ۔ نوری، عطاؤالرحمٰن، مضمون، بی تا، بی جا
۲۶ ۔آ ملی، جوادی، مفتاح الحیات، نورالقرآن اسلام آباد، بی تا
۲۷ ۔ نجفی، محسن علی، الکوثر فی تفسیر القرآن، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ۱۴۳۷ ھ، ۲۰۱۶ ء
۲۸ ۔ مطہری، مر تضیٰ، مقالات، بی تا
۲۹ ۔ کیلا نی، محمد اقبال، طلاق کے مسائل، بی تا، بی جا
۳۰۔ مفتی، عبد الر وف، طلاق کے نقصا نات اور بچنے کا طریقہ، بی تا، بی جا ۔